شاہ جی کے دو اہم خطوط

ماسٹر تاج الدین انصاری کے نام

پس منظر

اگست ۱۹۴۷ء کے آخری ہفتے حضرت امیر شریعت دفتر احرار لاہور سے بچوں سمیت خان گڑھ (ضلع مظفر گڑھ) میں نوابزادہ نصر اللہ خان کے ہاں منتقل ہوگئے۔ اُن دِنوں ماسٹر تاج الدین انصاری آل انڈیا مجلس احرارِ اسلام کے صدر اور نوابزادہ نصر اللہ خان ناظم اعلیٰ تھے۔

برصغیر تقسیم ہو چکا تھا اور پاکستان وجود میں آچکا تھا۔ اکابر احرار اور کارکن مجلس کی آئندہ پالیسی کے بارے میں خاصے متفکر تھے۔ اور اسی نکتہ پر سوچ و بچار میں مصروف تھے۔

یہ تاریخی خط حضرت امیر شریعت نے ۲۴ دسمبر ۱۹۴۷ء کو صدر مجلس احرارِ اسلام کے نام خان گڑھ سے تحریر کیا۔ جس کی بنیاد پر مجلس احرارِ اسلام کی آئندہ پالیسی وضع کی گئی۔

اس خط میں یہ جملہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے کہ

"مجلس کا قیام و بقاء بہر حال ایک شرعی امر ہے"

یہ خط بعض لوگوں کے اِس سراپا کذب پروپیگنڈے کی یکسر **تغلیط** کرتا ہے کہ "شاہ جی، مجلس احرار کو ختم کر گئے تھے"۔

آج بھی مجلس احرار حضرت شاہ جی کی اسی پالیسی کی روشنی میں اپنی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہے۔ (کفیل)

خان گڑھ ۲۴ دسمبر ۱۹۴۷ء :

برادرِ محترم ماسٹر جی! السلام علیکم

ملتان کی میٹنگ میں حالات کی وجہ سے شریک نہ ہوسکا۔ اسکے بعد بیماری آہستہ آہستہ بڑھتی گئی اور آخر غالب آگئی، نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت نشست و برخاست بھی آسانی سے نہیں کر سکتا۔ تفصیل کیا لکھوں کیا گزری؟ پھر (۲) محسن اور (۳) مہیمن بیمار ہوگئے اور ایک وقت ایسا بھی آگیا کہ ہم محسن سے تھوڑی دیر کے لیے ہاتھ دھو بیٹھے، خیر! اللہ تعالیٰ نے کرم کیا، اب اس کی حالت اچھی ہے لیکن مہیمن بہت کمزور ہے اور بخار میں مبتلا ہے۔ رات ننھی ۴۔ سالمہ سخت بخار میں تھی۔

یہ ہے میرا مختصر سا حال اس وقت میں اپنے بچوں کی خدمت کے قابل بھی نہیں اور گھر میں کوئی دوسرا شخص بھی نہیں، جو پرسشِ احوال کر سکے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سہارا نہیں۔

حسبنا اللہ و نعم الوکیل

ملتان میں آپ کے اجلاس کو کامیاب دیکھنا چاہتا ہوں۔ چند باتیں لکھ دیتا ہوں۔ اگر احباب کو پسند ہوں تو بہتر ہے۔

۱۔ لیگ سے ہماری سیاسی کشمکش ختم ہو چکی ہے اور الیکشن کے ساتھ ہی ختم ہو چکی تھی۔ اس وقت لیگ قوت حاکمہ ہے۔ مسلمانوں نے اسے بنایا اور قبول کر لیا ہے۔ پاکستان نہ صرف مسلم لیگ کا بلکہ کانگرس کا تقسیم پنجاب کے اضافے کے ساتھ تسلیم کردہ معاملہ ہے، جس پر "حضور" برطانیہ کی مہر ثبت ہے۔ اس میں صرف مسلم لیگ کو ہدفِ ملامت بنانا آئینِ شرافت سے بعید ہے۔ اگر اچھا کیا تو کانگرس اور لیگ دونوں نے، اگر بُرا کیا تو دونوں نے۔ اب پاکستان بن چکا اور تقسیم پنجاب کو کانگرس نے پیش کر کے مسلمانوں سے پاکستان کی بہت بڑی قیمت اداء کرائی اور کرا رہی ہے۔ ابھی نہ جانے کب تک مسلمانوں کو سود در سود ادا کرنا پڑیگا۔

میری آخری رائے اب یہی ہے کہ ہر مسلمان کو پاکستان کی فلاح و بہبود کی راہیں سوچنی چاہئیں، اور اس کے لئے عملی اقدام اٹھانا چاہئے۔ مجلس احرار کو ہر نیک کام میں حکومت پاکستان کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے، اور خلافِ شرع کام سے اجتناب، اصلاحِ احوال کے لئے ایک دوسرے سے مل کر "الدین نصیحتہ" پر عمل ہونا چاہیے۔ یہ ارشاد ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔

۲۔ مجلس (۵) کا قیام و بقاء بہرحال ایک شرعی امر ہے، تبلیغ اعتقادِ صحیحہ اور تنقید رسومات قبیحہ، اعلائے کلمۃ الحق، اعلان و بیان ختم نبوت و اظہارِ فضائل صحابہ و اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین مجلس کے فرائض میں سے ہیں۔ خصوصاً اس دور لادینی میں جنسِ انسانی کی تمام مشکلات کے لئے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو ہی بطور حل پیش کرنا ہمارا وہ فریضہ ہے کہ اگر ہمیں دار و درسن تک بھی رسائی ہو جائے تو الحمدللہ۔ اس لیے مجلس کے قیام، بقاء کی بہرحال کوشش رہنی چاہیے۔

اگر دوستوں کو یہ باتیں معقول و مدلل نظر آئیں، تو ان بُنیادوں پر آئندہ زندگی کی عمارت استوار کریں،

ورنہ جیسے انکی مرضی، میں کسی کی راہ میں حائل نہیں، اب میں تھک گیا ہوں۔ ورنہ مفصل بھی لکھ سکتا تھا۔

غریب الدیار۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری

۱۔ بڑے سے چھوٹے فرزند

۲۔ سب سے چھوٹے فرزند

۳۔ سب سے چھوٹی بیٹی، جو اس خط کے کوئی ڈیڑھ ماہ بعد ۸ فروری ۱۹۴۸ء کو انتقال کر گئی۔

۴۔ مجلس احرارِ اسلام

پاکستان کے رہنماؤ...؟

اگر پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی سلطنت بنا دیا گیا تو یاد رکھو اسلامی سلطنت میں کوئی انسان دکھی نہ ہوگا۔ یہ سلطنت غیور اور بہادر مجاہدوں اور درویشوں کی بستی ہوگی، کوئی دشمنِ اسلام، پاکستان کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرات نہ کرسکے گا۔ اسلامی پاکستان کے اندر مسائل اگر ہوں گے تو خود بخود ختم ہوجائیں گے اور مستقبل بھی پریشان کن نہ ہوگا۔

خدا یقیناً نیک نیتوں کی مدد کرتا ہے۔ بہتان طرازی سے پرہیز کرنا ورنہ خدا کے آگے جواب دہ ہوگے۔ عزت، ذلت، موت، حیات سب اللہ کے پاس ہیں۔ شیطان کو شکست دو اور اللہ کے فوجی بن جاؤ۔ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ جھوٹے منہ سے یا جھوٹے وعدے کرکے اقتدار کیلئے مت کرنا۔ کرسئ اقتدار ایک بہت ہی بے وفا محبوبہ ہے۔ مسکرا مسکرا کر اپنے انداز میں جھوٹ بولنے والے خوشامدی جو سچے دکھائی دیں، ہمیشہ جھوٹے اور خود غرض ہوتے ہیں۔ خدا ان سے پاکستان کو محفوظ رکھے

امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

نواب افتخار حسین خان ممدوٹ سے گفتگو

۱۹۵۰ء ملتان

بنام مولوی نذیر حسین صاحب مرحوم!

پس منظر

مولوی نذیر حسین صاحب مرحوم (ساکن بسنوں عاقل۔ سندھ) حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کے انتہائی عقیدت مند اور مجلس احرار اسلام کے پرجوش مبلغ تھے۔ تقسیم ھند کے بعد پاکستان میں صرف مجلس احرار اسلام ہی واحد جماعت تھی جو سیاسی و دینی لحاظ سے حق پرست علماء و کارکنوں کی آرزوؤں کا مرکز و محور اور نمائندہ تھی۔

اس لئے قدرتی طور پر ہر دینی سیاسی کارکن مجلس کی آئندہ سیاسی پالیسی اور حکمت عملی کے بارے میں متفکر تھا۔ چنانچہ یہ اہم خط بھی اسی سوچ اور اضطراب کا عکاس ہے۔

پاکستان میں مجلس احرار اسلام کی دینی و سیاسی پالیسی سے متعلق حضرت شاہ جی کا یہ دوسرا اہم خط ہے جو انہوں نے مولوی نذیر حسین صاحب مرحوم کے خط کے جواب میں لکھا تھا۔ یہ خط، بعض شرعی شہدوں اور مذہبی اجارہ داروں کے اس سراپا کذب و افتراء الزام و دشنام کی مکمل نفی کرتا ہے جس کا سلسلہ تاحال جاری ہے کہ "شاہ جی ۱۹۴۸ء میں مجلس احرار ختم کر گئے تھے" جبکہ یہ خط ۱۹۵۱ء کا ہے۔ اس سے قبل ۱۹۴۸ء کا خط آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں جس میں احرار کے قیام و بقا کو شاہ جی نے شرعی امر قرار دیا ہے۔ پھر ۱۹۵۳ء کی تحریکِ تحفظِ ختم نبوت مجلس احرار نے ہی چلائی اور مجلس کو حکومت نے خلاف قانون قرار دیا۔ جبکہ ۱۹۵۸ء میں مجلس پر سے پابندی ختم ہونے پر ملتان میں شاہ جی نے نہ صرف خوشی کا اظہار کیا بلکہ جماعت کے نام پیغام دیا جو روزنامہ آزاد لاہور میں شائع ہوا۔ شدید ضعف و بیماری کے باوجود احرار کے جلوس سے خطاب فرمایا اور پرچم کشائی کی۔

مولوی نذیر حسین صاحب نے اپنے خط میں مجلس کی آئندہ پالیسی سے متعلق شاہ جی سے استفسار کیا تھا اور اسی خط کی پشت پر شاہ جی نے مختصر جواب تحریر کر دیا۔

مولوی صاحب نے لکھا تھا کہ

"جمعیت علماء اپنے خدوخال سے پاکستان میں گویا کالعدم ہو گئی ہے جبکہ احرار ہر جگہ ماشاء اللہ مشغول کار ہے۔ ایک سوال جو ہر وقت دل میں چبھتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک سے زیادہ احرار کی نظر میں کوئی بری جماعت نہ تھی۔ اور اب اس جماعت سے متعلق باوجود اس کے کہ ان کے خیالات میں ذرہ بھر بھی تبدیلی نہیں ہوئی، احرار نے اپنی پالیسی اتنی نرم کر دی ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ افہام و تفہیم اور تشفی مقصود ہے نہ کہ اعتراض۔

اب جو کچھ احرار کی پالیسی ہے اس سے تفصیلاً متنبہ فرمائیں"

یہ خط اس سوال کا مختصر مگر جامع جواب ہے۔

حضرت شاہ جی رحمہ اللہ کے ایک عقیدت مند مولانا محمد یٰسین مدظلہ کے بقول "مولوی نذیر حسین صاحب ایک مرتبہ ملتان تشریف لائے تو یہ خط انہوں نے مجھے دکھایا۔ میں نے ازراہِ محبت ان سے مانگ لیا اور انہوں نے کمال مہربانی سے عطاء فرمادیا"

یہ خط مولانا کے پاس نہایت خستہ حالت میں موجود تھا، انہوں نے انتہائی شفقت فرماتے ہوئے راقم کو عطاء فرمادیا۔

اس طرح یہ خط اکتالیس سال بعد حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب کے شکریہ کے ساتھ پہلی مرتبہ شائع ہو رہا ہے۔

(کفیل)

مکرمی و محترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲۰ رمضان المبارک
شہر ملتان
سید عطاء اللہ بخاری

یاد فرمائی کا شکریہ — رسالہ تو انشاء اللہ تعالیٰ میرے خیال سے پہلے
دیکھ چکا ہوگا — باقی آپکی کمک کی توجہ کا شکریہ نہیں
تقسیم سے پہلے لیگ کے ساتھ ہمارے بہت سے اختلافات تھے ہم نے قوم کے
سامنے اپنا نظریہ پیش کیا لیگ نے اپنا۔ قوم نے لیگ سے اتفاق کیا اور
لیگ فوقیت لے گئی مد مقابل پارٹی نہ رہی ہم بہرحال رہا پاکستان بن گیا
ہم لوگ شروع سے ملکی معاملات کے ساتھ ساتھ کچھ دینی مقاصد بھی
رکھتے تھے اور آج تک بفضلہ تعالیٰ رکھتے ہیں۔ موجودہ صورت میں ان دینی
مقاصد کو حاصل کرنا لوگوں اور صورت اگر ہو سکتی ہے تو درست ورنہ نہیں
جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوچکا اور اب کسی صورت میں اسکو بدلنا حکومت ہلاکت
اور تباہی ہے — اصلاح احوال کے لئے دینی عمل ہم کر رہے ہیں
مگر مخالف نہیں ہیں — موجودہ وقت میں کسی جماعت مرزائیت کے مقابلہ
میں جو حاصل ہمکو حاصل ہو سکتا ہے وہ باہمی تعاون کا ہی نتیجہ ہے
بصورت دیگر منکرین بودن و ہمرنگ مسلمانان زیستن۔ مشکل ہے۔

روزہ میں یہ مختصر سا جواب عرض خدمت ہے اگر آپ خود ذرا پھیلا کر دیکھیں اور ہماری
مشکلات کا اندازہ لگائیں۔ لیگ کی مخالفت فی نفسہ کوئی کار چیز نہ تھی نہ ہے کسی مقصد
عالی کیلئے مخالفت و موافقت معنی رکھتی ہے۔ عہد غلامی میں اختلاف با معنیٰ تھا
اب اتفاق ہی کی اصلاح احوال کی توقع ہو سکتی ہے۔ ورنہ سرخ پوش۔ انجمن وطن۔
اور دوسری جماعتیں کہاں تک اپنے مقاصد میں کامیاب ہو رہی ہیں فافہم و تدبر

والسلام مع الاکرام
دعا گو عبداللہ
[illegible]

۲۰ رمضان المبارک[1]، شہر ملتان

مکرمی و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یاد فرمائی کا شکر گزار ہوں۔ رسالہ[2] تو ان شاءاللہ تعالیٰ میرے خط سے پہلے پہنچ چکا ہوگا۔ باقی آپ کی کھٹک تو صحیح ہے، فکر صحیح نہیں۔ تقسیم سے پہلے لیگ کے ساتھ ہمارے بہت سے اختلافات تھے۔ ہم نے قوم کے سامنے اپنا نظریہ پیش کیا، لیگ نے اپنا، قوم نے لیگ سے اتفاق کیا اور لیگ قوت حاکمہ بن گئی۔ مد مقابل پارٹی نہ رہی۔ ہم بہرحال رعایا بن گئے۔ ہم لوگ شروع سے ملکی معاملات کے ساتھ ساتھ کچھ دینی مقاصد بھی رکھتے تھے اور اب تک بفضلہ تعالیٰ رکھتے ہیں۔ موجودہ صورت میں ان دینی مقاصد کو حاصل کرنے کی کوئی اور صورت اگر ہوسکتی ہے تو ارشاد فرمائیں؟ جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوچکا، اور اب کسی صورت میں اس کو بدلنا قومی ہلاکت و تباہی۔ اصلاح احوال سے انکار نہیں وہ بھی ہم کر رہے ہیں مگر مخالف بن کر نہیں۔ موجودہ وقت میں اس فتنۂ مرزائیت کے مقابل میں جو کامیابی ہم کو حاصل ہو رہی ہے وہ باہمی تعاون کا ہی نتیجہ ہے۔ بصورتِ دیگر

منکرِ مے بودن و ہم رنگ مستاں زیستن

مشکل ہے۔ روزہ میں یہ مختصر سا جواب عرض خدمت ہے اسے آپ خود ذرا پھیلا کر دیکھیں اور ہماری مشکلات کا اندازہ لگائیں۔ لیگ کی مخالفت فی نفسہ کوئی کار خیر نہ تھا نہ ہے۔ کسی مقصدِ عالی کے لئے مخالفت و موافقت معنیٰ رکھتی ہے۔ عہد فرنگی میں اختلاف با معنیٰ تھا۔ اب اتفاق سے ہی اصلاحِ احوال کی توقع ہوسکتی ہے۔ ورنہ سُرخ پوش، انجمنِ وطن اور دوسری جماعتیں کہاں تک اپنے مقاصد میں کامیاب ہو رہی ہیں۔ فافہم وتدبر۔

والسلام مع الاکرام

دعا گو غریب الدیار

سید عطاء اللہ بخاری

---

(۱) شاہ جی رحمہ اللہ کے اس خط پر صرف ۲۰ رمضان المبارک کی تاریخ درج ہے سن ہجری درج نہیں۔ مکتوب الیہ مولوی نذیر حسین صاحب مرحوم نے اپنے خط پر ۱۶ رمضان المبارک اور ۲۲ جون کی تاریخیں تحریر کی ہیں مگر دونوں تاریخوں کے سنین درج نہیں کئے۔ مولوی نذیر حسین صاحب مرحوم نے ۲۲ جون کی تاریخ درج کی ہے جبکہ تقویم کے مطابق ۱۶ رمضان المبارک کو ۲۱ جون بنتی ہے۔ تقویم کے لحاظ سے دونوں خطوط کے جو سنین نکلتے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

مولوی نذیر حسین صاحب ------ ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ مطابق ۲۱ جون ۱۹۵۱ء بروز جمعرات

حضرت شاہ جی ------ ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ مطابق ۲۵ جون ۱۹۵۱ء بروز پیر

ملاحظہ ہو تقویم تاریخی (قاموس تاریخی) صفحہ ۳۴۳ مرتبہ عبد القدوس ہاشمی، ادارہ تحقیقات اسلامی۔ اسلام آباد (طبع دوم ۱۹۸۷ء)

(۲) سہ ماہی "مستقبل" ملتان۔ (۱۹۵۱ء) مدیر: جانشین امیر شریعت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری زیر اہتمام: نادیۃ الادب الاسلامی ملتان۔